Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون ۴۴۹ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

بروز جمعرات

The Daily ALFAZL RABWAH

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۶۱/۲۶ | ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ ، ۸ احسان ۱۳۵۱ ہش ، ۸ جون ۱۹۷۲ء | نمبر ۱۲۸

اخبار احمدیہ

ربوہ ۷ احسان ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق کل شب کی رپورٹ مظہر ہے کہ:۔

آج حضور کو ضعف کی تکلیف رہی۔

احباب جماعت توجہ اور التزام کے ساتھ دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو کامل و عاجل شفاء عطاء فرمائے۔ آمین

ربوہ ۷ جون ۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع یہ ہے کہ:۔

طبیعت تاحال پہلے جیسی ہی ہے۔

احباب حضرت سیدہ ممدوحہ کی صحت کاملہ کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔

حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب آپ کی صحت و سلامتی کیلئے بھی دُعائیں کرتے رہیں۔

کراچی سے بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی ہے کہ محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بتدریج بہتر ہو رہی ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دُعا فرمائیں۔

اُمراء اضلاع سے ضروری گزارش

اس سال جامعہ احمدیہ میں واقفین زندگی طلباء کے داخلہ کا انٹرویو انشاء اللہ ماہ ستمبر میں ہوگا جامعہ احمدیہ میں طلباء کی تعداد بڑھانے کے لئے مجلس مشاورت ۱۹۶۱ء میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ:۔

"ہر ضلع کی جماعت ۲۵۰ چندہ دہندگان پر کم از کم ایک میٹرک پاس طالب علم جامعہ احمدیہ میں برائے تعلیم بھجوائے"۔

امراء صاحبان اضلاع کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ مجلس مشاورت کے فیصلہ کے مطابق آپ اپنے حلقہ کے نوجوانوں کو وقف زندگی اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کی تحریک فرمائیں اور اپنے ضلع سے زیادہ سے زیادہ میٹرک پاس طلباء کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے بھجوائیں۔ نیز آپکی تحریک کے نتیجہ میں جس قدر نوجوان اپنی زندگیاں پیش کریں براہ مہربانی ان کے نام ولدیت مع مکمل پتہ ارسال فرمائیں تاکہ انٹرویو سے قبل انکے وقف اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کی کارروائی کیجا سکے۔

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ ایف اے۔ بی اے اور ایم اے پاس نوجوان بھی داخل کئے جاتے ہیں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اسلام کے نزدیک انسان کو ملنے والی کوئی طاقت ایسی نہیں ہے جو اپنی ذات میں بُری ہو

یہی وہ اصول ہے جسے دوسری قوموں نے نہیں سمجھا مگر قرآن کریم نے اسے بیان کیا

"جس طرح پر ہمیں اپنے جسم کی صحت اور صلاحیت کیلئے ضروری ہے کہ مختلف قسم کی غذائیں موسم اور فصل کے لحاظ سے کھائیں اور مختلف قسم کے لباس پہنیں ویسے ہی رُوح کی صلاحیت اور اس کی قوتوں اور خواص کے نشوونما کے واسطے لازم ہے کہ اس قاعدہ کو مدّنظر رکھیں۔ جسمانی تمدّن میں جس طرح پر گرم سرد، نرم سخت۔ حرکت و سکون کی رعایت رکھنی ضروری ہے۔ اسی طرح رُوحانی صحت کے لئے مختلف قوتوں کا عطا ہونا ایسی صاف دلیل اس امر کی ہے کہ رُوح کی بھلائی کے لئے ان سے کام لینا ضروری ہے اور اگر ان مختلف قوتوں سے ہم کام نہیں لیتے یا نہ لینے کی تعلیم دیتے ہیں تو ایک خدا ترس اور غیور انسان کی نگاہ میں ایسا معلّم خدا کی توہین کرنے والا ٹھہرے گا۔ کیونکہ وہ اپنے اس طریق سے یہ ثابت کرتا ہے کہ خدا نے یہ قوتیں لغو پیدا کی ہیں۔ . . . . . . اب دیکھو کہ اسلام نے کیسی تعلیم دی اور کس طرح پر ساری قوتوں اور طاقتوں کا تکفل فرمایا۔ اسلام نے سب سے اوّل یہ بتایا ہے کہ کوئی قوت اور طاقت جو انسان کو دی گئی ہے فی نفسہٖ وہ بُری نہیں ہے بلکہ اس کی افراط یا تفریط اور بُرا استعمال اُسے اخلاق ذمیمہ کی ذیل میں داخل کرتا ہے اور اس کا برمحل اور اعتدال پر استعمال ہی اخلاق ہے۔ یہی وہ اصول ہے جو دوسری قوموں نے نہیں سمجھا۔ اور قرآن کریم نے جس کو بیان کیا ہے اب اس اصول کو مدّنظر رکھ کر وہ کہتا ہے جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ۔ الآیہ۔ یعنی بدی کی سزا تو اُسی قدر بدی ہے لیکن جس نے عفو کیا اور اس عفو میں اصلاح بھی ہو۔ عفو کو تو ضرور رکھا ہے۔ مگر یہ نہیں کہ اس عفو سے شریر اپنی شرارت میں بڑھے یا تمدّن اور سیاست کے اُصولوں اور انتظام میں کوئی خلل واقع ہو۔ بلکہ ایسے موقع پر سزا ضروری ہے۔ عفو اصلاح ہی کی حالت میں روا رکھا گیا ہے"۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۲۰ تا ۱۲۲)

(مسعود احمد پبلشر و ایڈیٹر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا)

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۸ / احسان ۱۳۵۱ھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اعمال کا ایمان کے اثر سے رنگین ہونا اطاعت پر موقوف ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح فرمایا ہے کہ ایمان کا زبانی دعویٰ اپنے اندر کوئی اہمیت نہیں رکھتا تاوقتیکہ ایمان دل میں بھی داخل نہ ہو جائے۔ ایمان کے دل میں داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایمان ایسا ہونا چاہیئے کہ وہ اعمال کو اپنے اثر سے رنگین کر دے یعنی انسان کے لئے ایمان کے زیر اثر اللہ تعالیٰ کی عبادت بجالانا اور خدا تعالیٰ کی راہ میں مالی و جانی قربانیاں پیش کرنا اس درجہ آسان ہو جائے کہ یہ اعمال اسکی سرشت میں داخل ہو کر فطرتی تقاضے کا رنگ اختیار کر لیں۔ (حوالہ کے لئے دیکھیں سورۃ الحجرات آیات ۱۵ و ۱۶)

ایمان کی یہ کیفیت کہ وہ اعمال کو اپنے اثر سے رنگین کر دے اور خدا کی راہ میں جانی و مالی قربانیاں پیش کرنا صاحب ایمان کی فطرت کا جزو بن جائے اللہ اور رسول کی کامل اطاعت کے بغیر پیدا نہیں ہوتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحجرات میں جہاں اُن اعراب کے ایمان کی نفی کی ہے جو محض زبان سے ایمان لانے کا اقرار کرتے تھے اور ان کے اعمال میں اس کا کوئی اثر ظاہر نہ ہوا تھا وہاں ساتھ ہی انہیں مخاطب کر کے فرمایا:۔

وَ اِنْ تُطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ لَا یَلِتْکُمْ مِّنْ اَعْمَالِکُمْ شَیْئًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (الحجرات آیت ۱۵)

(یعنی اے اعراب تم وہ ہو جن کا دعویٰ ایمان صرف زبان تک محدود ہے اور ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا ہے یاد رکھو کہ) اگر تم اللہ اور رسول کی سچی اطاعت اختیار کرو گے (اور اس طرح ایمان کو اپنے دلوں میں داخل کر دکھاؤ گے) تو وہ تمہارے اعمال میں سے کوئی عمل بھی ضائع نہ ہونے دے گا۔ اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ایمان کے دل میں داخل ہونے اور خدا کی راہ میں جانی و مالی قربانیوں کی توفیق ملنے کا راز اللہ اور رسول کی کامل اطاعت میں مضمر ہوتا ہے۔ ایمان اُسی وقت ہی دل میں داخل ہوتا ہے جب ایمان کے زبانی اقرار کے بعد ایک مومن اللہ اور رسول کی کامل اطاعت کا جُوا اپنی گردن پر رکھ کر ہر قسم کے نیک اعمال بجالانے اور مالی و جانی قربانیاں پیش کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے اور پھر وقت آنے پر فی الحقیقت پیش کر دکھاتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے صرف ایمان لانے ہی کا نہیں بلکہ پیروی و اتباع اور اطاعت بجالانے کا حکم دیا ہے جیسا کہ فرمایا:۔

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا ِۨالَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ (الاعراف ۱۵۹)

(یعنی اے رسول!) کہہ کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت حاصل ہے۔ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے۔ پس اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ جو نبی بھی ہے اور اُمّی بھی ہے اور جو ایمان لاتا ہے اللہ پر اور اُسکے کلمات پر۔ اس کی اتباع کرو تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔

پھر اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ اس اتباع کا جو کامل اطاعت اختیار کئے بغیر ہو ہی نہیں سکتی نتیجہ یہ ہوگا کہ تم نیک اعمال بجا لا کر اور مالی و جانی قربانیاں پیش کر کے فلاحِ دارین سے ہمکنار ہو جاؤ گے اور اس طرح اپنی مُراد کو پا لو گے چنانچہ فرمایا:۔

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ ۫ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىِٕثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (الاعراف آیت ۱۵۸)

وہ لوگ جو ہمارے اس رسول کی اتباع کرتے ہیں جو نبی ہے اور اُمّی ہے جس کا ذکر تورات اور انجیل میں اُن (یہود و نصاریٰ) کے پاس لکھا ہوا موجود ہے وہ ان کو نیک باتوں کا حکم دیتا ہے اور بُری باتوں سے روکتا ہے اور سب پاک چیزیں ان پر حلال کرتا ہے اور ان کے بوجھ (جو اُن پر لادے ہوئے تھے) اور طوق جو اُن کے گلوں میں ڈالے ہوئے تھے وہ اُن سے دُور کرتا ہے۔ پس وہ لوگ جو اس پر ایمان لائے اور جنہوں نے اس کو طاقت پہنچائی اور اس کو مدد دی اور اس نور کے پیچھے چل پڑے جو اُس کے ساتھ اُتارا گیا تھا۔ وہی لوگ بامُراد ہوں گے۔

یہ آیات اس امر کی آئینہ دار ہیں کہ ایمان کے دل میں داخل ہونے کا ثبوت اُسوقت ملتا ہے کہ جب ایمان لانے والا اللہ اور رسول کی کامل اطاعت کا جُوا اپنی گردن پر رکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل پیروی اور اتباع کو اپنا شعار بنا کر ہر بدی سے بچنے اور ہر نیکی بجالانے کی کوشش کرتا ہے اور پھر خدا تعالیٰ کی راہ میں مالی و جانی قربانیاں پیش کرنے پر کمربستہ ہو جاتا ہے اور جب بھی قربانیوں کا مطالبہ کیا جائے تو پُورے جذبہ و جوش کے ساتھ اسے عملاً پُورا کر دکھاتا ہے۔ پس اصل چیز کامل اطاعت کا عملی نمونہ ہے اسی کے نتیجہ میں بدیوں سے بچنے، نیکیاں بجالانے اور مالی و جانی قربانیاں پیش کرنے کی توفیق ملتی ہے اور ایمان کے دلوں میں داخل ہونے کا ثبوت منصۂ شہود پر آتا ہے۔ اگر کسی میں اطاعت کا مادّہ نہیں تو ایمان کا دعویٰ محض بیکار ہے، اُس کی حیثیت لاف و گزاف سے زیادہ نہیں۔ اصل چیز ایمان کا دل میں داخل ہونا ہے اور ایمان دل میں داخل نہیں ہوتا جب تک اطاعت کی رُوح کارفرما نہ ہو، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل پیروی اور اتباع کا جذبہ دل میں موجزن نہ ہو۔

غیر مشروط اطاعت

بعض اوقات لوگ اطاعت سے بچنے کی خاطر اس کے ساتھ شرطیں لگانا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مسلمان کے لئے غیر مشروط اطاعت کو لازمی قرار دیا ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:۔

عَلَیْكَ السَّمْعَ وَالطَّاعَةَ فِیْ عُسْرِكَ وَیُسْرِكَ وَ مَنْشَطِكَ وَمَكْرَهِكَ وَ اَثَرَةٍ عَلَیْكَ (مسلم کتاب الامارۃ)

تنگدستی اور خوشحالی، خوشی اور ناخوشی کی حالت میں نیز حق تلفی اور ترجیحی سلوک کے باوجود غرض ہر حالت میں تیرے لئے امام وقت کے حکم کو سُننا اور اس کی اطاعت کرنا واجب ہے۔

حق تلفی اور ترجیحی سلوک کے باوجود اطاعت واجب ہونے سے ظاہر ہے کہ اطاعت کو کسی صورت میں بھی مشروط کرنا جائز نہیں ہے۔

اسلام کا حُسن

بسا اوقات دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ لایعنی بیکار اور فضول باتوں میں اپنا وقت ضائع کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ فرما کر مومنوں کی ایک صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ لغو کاموں اور لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔ یعنی وہ ان میں پڑ کر اپنا وقت ضائع نہیں کرتے اور اس طرح فرائض کی ادائیگی سے غفلت برتنے کے مرتکب نہیں ہوتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لایعنی لغو اور فضول باتوں سے بچنے کی بہت حکیمانہ انداز میں تلقین فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا:۔ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَا لَا یَعْنِیْهِ (ترمذی کتاب الزہد) یعنی انسان کے اسلام کا حسن اس میں ہے کہ وہ لایعنی بیکار اور فضول باتوں کو چھوڑ دے۔

اس سے ظاہر ہے کہ جو مسلمان لغو باتوں میں اپنا وقت ضائع کرتا ہے وہ اپنے ایمان اور کردار کو داغدار کرتا ہے۔ ایسے شخص کا بالآخر رُوحانیت سے عاری ہونا یقینی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے حصول کیلئے اسلام کا جوا گردن پر رکھنا اور قربانیوں کو بشاشت سے قبول کرنا ضروری ہے

ہم جان، مال، وقت، خواہشات اور عادات کی انتہائی قربانی دیئے بغیر اسلام کی آخری فتح کو قریب نہیں لا سکتے

لجنہ اماء اللہ انگلستان کے اجتماع سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کا بصیرت افروز خطاب

فرمودہ ۱۳ ظہور ۱۳۵۱ ہش / ۱۳ اگست ۱۹۷۲ء بمقام لنڈن

(۲)

مالی قربانی میں بھی ہماری، عورتیں مردوں کی تعداد میں ایسی ہیں جو مردوں سے پیچھے نہیں۔ اب دو مسجدیں تو آپ نے خالص اپنے چندوں سے بنا دیں۔ ایک تو حال ہی میں مسجد ہے کوپن ہیگن کی جس کا ہم ابھی افتتاح کر کے آئے ہیں بڑی ہی خوبصورت مسجد ہے۔

میں زیورک میں تھا

تو صبح تین بجے کے قریب میں اٹھا میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے۔

مُبَارِکٌ وَّ مُبَارَکٌ وَّ
کُلُّ اَمْرٍ مُّبَارَکٍ یُّ۔

یہ مسجد مبارک قادیان کے متعلق ہے اور وہاں لکھا بھی ہوا ہے دیوار پر۔ تعبیر میرے ذہن میں یہ آئی کہ یہ دورہ اور وہ تمام مساجد جو اس دورہ میں میں آباد کروں گا۔ جہاں میں جاؤں گا اللہ تعالیٰ ان مقامات کو پہلے سے بھی زیادہ برکت دے گا۔ کوپن ہیگن کی اس خوبصورت مسجد کی محبت وہاں لوگوں کے دلوں میں اتنی زیادہ پیدا ہوئی کہ ہم یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ تیس یا پچاس عیسائی بچے مختلف وقتوں میں (ایک وقت میں تو اتنی تعداد نہیں ہوتی تھی) ایسے تھے جو وہاں آ کر نماز میں شامل ہو جاتے تھے اور صرف فرض نماز میں نہیں۔ بلکہ سنتوں اور وتروں میں بھی۔ منصورہ بیگم نے بتایا کہ دو لڑکیاں بارہ تیرہ سال کی سہیلیاں تھیں۔ غالباً وہ وہاں آتی تھیں اور عشاء کے بعد وتروں میں بھی شامل ہوتی تھیں انہیں دیکھ دیکھ کے بیتی ان احمدی بہنوں کو دیکھ دیکھ کے جو وہاں کی ہیں۔ الغرض صبح سے لے کر شام تک تانتا بندھا رہتا تھا لوگوں کا وہ سب مسجد کو دیکھنے کے لئے آتے تھے۔ ایک دن میرے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کہتے ہیں کہ میں رات کو ڈیڑھ بجے اٹھا میں نے دیکھا کہ ایک شخص مسجد کی تصویریں لے رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ صبح سے لے کر رات کے ڈیڑھ بجے تک وہاں لوگ آتے رہے۔ اخباروں نے سچی باتیں بھی لکھیں۔ بعض جھوٹی باتیں بھی لکھیں۔ پھر ان کی تردید بھی کرنی پڑی۔ اتنے جاہل ہیں یہ لوگ اسلام کے متعلق کہ ایک اخبار نے تصویر دے کے نیچے ایک فقرہ لکھ دیا کہ یہ لوگ محمد صلعم کی پرستش کر رہے ہیں۔ مجھے جب

پادری ملنے آئے

تو میں نے وہ اخبار دان کا جو لیڈر تھا اس کے ہاتھ میں دیا اور کہا اس کا ترجمہ کر کے بتاؤ (وہ فقرہ ڈینش زبان میں لکھا ہوا تھا) مجھے تو پتہ تھا کہ کیا اس کے معنی ہیں لیکن میں ان کے منہ سے کہلوانا چاہتا تھا اس کا منہ سرخ ہو گیا شرمندگی سے کہنے لگا میں نے یہ اخبار دیکھا ہے ہمیں بڑا افسوس ہے اس پرچہ نے یہ لکھ دیا ہے میں نے کہا اب دو صورتیں ہیں یا تو تم اس کی تردید کرو یا میں اس کی تردید کروں میں تردید کروں گا تو بدمزگی پیدا ہوگی بہتر یہ ہے کہ تم کرو۔ اس نے کہا نہیں ہم کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے بڑی لمبی تردید اسی کی اُسی اخبار میں شائع کی کہ ہم سے غلطی ہو گئی جو ہم سے یہ فقرے لکھے گئے۔ بہرحال اس سے ان کی جہالت کا پتہ لگتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم پر بہت بڑی ذمہ داری عاید ہوتی ہے۔ وہ اسلام قبول کیسے کریں جو اسلام کو پہچانتے نہیں۔ اس کی تعلیم سے ہی واقف نہیں۔ ہمارا کام ہے ان تک اس تعلیم کو پہنچانا اور ان کی غلط فہمیوں کو دور کرنا۔ کئی مجھ سے پوچھتے تھے کہ یہ کام تم کیسے کرو گے میں نے جواب دیا کہ۔۔

mis understanding

(غلط فہمی) کو دور کر کے۔ کیونکہ mis understanding (غلط فہمیوں) کو دور کرنے کا جو راستہ ہے وہ صداقت کے قبول کرنے تک پہنچا دیتا ہے ساری غلط فہمیاں آپ کسی کی دور کر دیں۔ اسلام کے متعلق، وہ خود بخود اسلام لے آئے گا، کوئی غلط فہمی اس کے دل میں نہیں رہے گی اور پھر ہمیں نمونہ بن کے ان کے دل موہ لینے کی کوشش کرنی چاہیئے اس وقت جو آپ کے واقف ہیں تھوڑے بہت وہ تو آپ کو پہچانتے ہوں گے۔ لیکن دنیا سمجھتی ہے کہ یہ عجیب و غریب مخلوق ہے اپنی ان کی دنیا ہے اور اپنے خیالات اور یہ ہم سے کٹے ہوئے ہیں۔ یہ خیال غلط ہے۔ زیورک میں ایک دوکاندار سے بات ہوئی تو وہ کہنے لگا اچھا! تو کیا میں مسجد میں جا سکتا ہوں۔ میرا تو خیال تھا کہ مسلمانوں کی مسجد میں کوئی عیسائی داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ میں نے اس کو بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مسجد میں عیسائی وفد کو اپنی عبادت کرنے کی اجازت دے دی تھی اور تمہیں ابھی تک یہ بھی شبہ ہے کہ تم مسجد میں داخل بھی ہو سکتے ہو یا نہیں۔ کوپن ہیگن والوں کو تو اب پتہ لگ گیا ہے پہلے تو وہاں بھی اکثریت ایسی ہوتی تھی جو کار سے اترتا۔ میاں بیوی بچوں کو ساتھ لے کر وہ باہر ہی کھڑا ہو کر دیکھنے لگ جاتا۔ اندر آتے ہوئے وہ ڈرتے تھے۔ چونکہ ہمارے وہاں بہت سے احمدی جمع تھے۔ وہ ان کو اندر لے آتے تھے اور ان کو بتا دیتے تھے کہ ایک ہماری condition (شرط) ہے کہ اپنی جوتیاں اتارو۔ کیونکہ جوتیوں کے ساتھ گند ہوتا ہے تو وہ بے چارے باہر جوتیاں اتارتے۔ اپنی طرف سے تو بڑی قربانی دیتے ہوں گے بوٹ اتار کے اندر جاتے تھے وہ مسجد بڑی خوبصورت ہے اور بڑی اس کے اندر شان بھی پائی جاتی ہے اور اللہ یاد آ جاتا ہے۔ میں بھی جب اندر گیا ہوں میرا دل چاہتا تھا کہ میں سب باتیں چھوڑ کر دو نفل پڑھ لوں۔ اس وقت بعد میں خدا نے توفیق دی اور پڑھے علیحدگی میں۔ اور پڑھے بھی افتتاح سے پہلے جبکہ وہ ابھی بن رہی تھی۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان کو بتائیں کہ اسلام کی کیسی حسین اور خوبصورت تعلیم ہے اور پھر یہ بھی بتائیں پھر اس کے نتیجہ میں ہمارا تعلق اپنے رب سے ہو جاتا ہے پھر وہ جو ہم اپنی زندگی میں اپنے رب کے فضلوں کا مشاہدہ کرتے ہیں وہ اپنی جگہ ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ خدا کی ہستی کا اس سے بڑا ثبوت کوئی نہیں مل سکتا۔

اب وہاں سے جب میں چلا ہوں دو دن پہلے تک قریباً انشراح بھی پورا نہیں ہوا تھا کہ سفر کروں یا نہ کروں دعا کر رہا تھا تو ایک دن میں نے خواب دیکھی جس کے نتیجہ میں میرا انشراح صدر ہو گیا اور میں نے یہ کہہ دیا (بڑا تنگ وقت تھا ویسے) کہ ہاں تیاری کر لو۔ خواب میں

میں نے دیکھا

کہ قلعے کی دیوار ہے کئی سو فٹ اور جہاں جا کے ہمیں بٹھایا گیا ہے وہ ایک اونچی سی جگہ ہے اس کے اوپر ایک کوچ بچھا ہوا ہے کئی آدمی وہاں جمع ہیں اور وہاں مجھے اور منصورہ بیگم کو جا کے ٹھہرانے والوں نے بٹھایا ہے۔ اس وقت تک ہماری پیٹھ تھی اس دیوار کی طرف۔ لیکن جس وقت ہم بیٹھے ہیں تو دیکھا کہ سامنے دیوار اس قدر خوبصورتی سے سجائی گئی ہے کہ کوئی انسانی ہاتھ اتنی خوبصورتی سے کہیں بھی سجاوٹ نہیں کر سکتا اور وہاں کچھ پھول سے بنے ہوئے ہیں۔ جو بعد میں مجھے غور کرنے سے پتہ چلا کہ پھول نہیں کچھ اشعار ہیں اور اس دیوار کے ذرّے ذرّے سے مختلف رنگوں کی روشنیاں پھوٹ پھوٹ کر باہر نکل رہی ہیں۔ کوئی ٹیوب نہیں ہے۔ کوئی بلب نہیں ہے لیکن محسوس یوں ہوتا ہے جیسے دیوار میں سے روشنی نکل رہی ہے۔

اتنا خوبصورت تھا وہ منظر کہ لمبا عرصہ خواب میں میں اس خوبصورتی میں کھویا رہا اور اس کے بعد پھر میں نے جب غور کرنا شروع کیا تو دیکھا کہ اس کے وسط میں گیٹ پر جیسے اونچا سا کوئی مینار ہے۔ پچاس ساٹھ فٹ اونچا مینار اور کوئی پچاس فٹ چوڑی دیوار اس کے وسط میں موٹے حروف میں اس روشنی کے ساتھ ہی لکھا ہوا ہے۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ خواب کی اور بہت لمبی تفصیل ہے جس میں میں اس وقت نہیں جاؤں گا۔ مجھے دراصل یہ سبق دیا اللہ تعالیٰ نے کہ اصل منبع ساری طاقتوں کا، ساری عزتوں کا، ساری حفاظتوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ ساری کامیابیوں کا، تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا جب وعدہ ہو کہ میں تمہارے لئے کافی ہوں تو پھر اپنی کم مائیگی یا اپنی کمزوریوں کو نہیں دیکھنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ رکھتے ہوئے اس سے دعائیں کرتے ہوئے سفر کو اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ برکت ڈالے گا۔

لوگوں نے غیر معمولی طور پر ہم سے تعاون کیا۔ ڈیورک میں ایک اخبار نکلتا ہے وہ ہمیشہ اسلام کے خلاف لکھتا تھا۔ اور کبھی بھی اس کی تردید شائع نہیں کرتا تھا۔ ہمارے مشتاق احمد صاحب باجوہ کہتے تھے ہم تردید لکھتے ہیں۔ لیکن یہ شائع نہیں کرتا۔ جب وہاں گئے تو پریس کانفرنس میں اس اخبار کا نمائندہ بھی آیا ہوا تھا جو ایک نوجوان تھا۔ باتیں ہوتی رہیں مختلف سوال اُن لوگوں نے کئے میں نے جواب دئے بعد میں بھی وہ مجھ سے باتیں کرتا رہا۔ آخر میں کہنے لگا کہ مجھے یہ بتائیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فضل کرتا ہے خود ہی جواب سکھاتا ہے اس وقت فوراً ہی میرے دماغ میں یہ جواب آیا، میں نے کہا میں اپنے الفاظ میں نہیں کیا بتاؤں۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ آپ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں دلائل کے ساتھ اس صلیب کو توڑنے آیا ہوں جس صلیب نے مسیح کی ہڈیوں کو توڑا اور جسم کو زخمی کیا۔ اُچھل پڑا اور کہنے لگا مجھے حوالہ چاہیئے یہ لوگ تو حوالہ مانگتے ہیں فوراً خدا کا کرنا کیا ہوا۔ کہ میرے نوٹوں میں یہ حوالہ بھی تھا۔ میں نے چوہدری محمد علی صاحب (جو پرائیویٹ سیکرٹری ہیں آجکل) سے کہا کہ وہ میرے نوٹ لے آئیں۔ میں نے مختلف حوالے لیے ہی جمع کئے تھے اور ساتھ لے آیا تھا کہ شاید کام آجائیں۔ اس کا ترجمہ اس کو دکھایا۔ اس نے اس کو نوٹ کیا۔ پھر اسلام کے متعلق جماعت کے متعلق، مسجد کے متعلق اور میرے متعلق اس نے اپنے اخبار میں لکھا اور ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بعثت کی جو غرض بیان کی ہے۔ وہ بھی لکھ دی انہی الفاظ میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تھے کہ میں اس صلیب کو دلائل کے ساتھ توڑنے آیا ہوں جس نے مسیح کی ہڈیوں کو توڑا اور جسم کو زخمی کیا۔ اسی طرح

ہیمبرگ میں

چار اخبار چھپتے ہیں جن میں سے ایک اخبار سارے جرمنی میں چوٹی کے دو (۲) اخباروں میں سے ایک ہے۔ بڑی بڑی تصویریں دے کر انہوں نے خبریں شائع کیں۔ اس پر سب یہ پوچھتے تھے اور حیرانی سے پوچھتے تھے کہ اچھا تو آپ یورپ کو مسلمان بنانے کی امید رکھتے ہیں۔ کیسے بنائیں گے آپ؟ میں نے جواب دیا تھا کہ ہم تمہارے دلوں کو فتح کریں گے اور اس طرح تمہیں مسلمان بنا لیں گے۔ کیونکہ اسلام امن کا مذہب ہے جنگ سے نہیں تمہیں ہم مسلمان بنائیں گے ہم تو آپ کے دلوں کو فتح کریں گے۔ یہ مقدر ہے۔ اور تباہی بھی مقدر ہے یا تو تم پہلے مسلمان ہو جاؤ۔ اگر تباہی سے بچنا چاہتے ہو۔ اور اگر نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے قہر کا ایسا کوڑا تم پہ نازل ہوگا جو تمہیں ملیا میٹ کردے گا۔ اکثریت تمہاری آبادی کی ماری جائے گی اتحاد اور ٹوٹ جائے گا۔ تمہاری انڈسٹری تباہ ہوجائے گی۔ فوجی طاقت جو ہے تمہاری وہ تباہ ہوجائے گی۔ اور جو بچ جائیں گے تم میں سے وہ اسلام لے آئیں گے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے جو پورا ہوگا۔ انہوں نے یہ ساری خبریں دیں۔ ٹیلیویژن کے اوپر ساٹھ ستر لاکھ آدمیوں نے میرا انٹرویو دیکھا۔ بعد میں ہیمبرگ میں ہمارے لئے باہر جانا مشکل ہوگیا۔ دکانوں پہ کوئی دکاندار اخبار میں چھپی ہوئی تصویر لاکر منہ کے سامنے رکھ دیتا اور اس طرح یہ بتاتا کہ ہم پہچانتے ہیں آپ کو۔ جہاں تک نظر جاتی سڑک کے اوپر سینکڑوں آدمی کھڑے ہو جاتے تھے ہمیں دیکھنے کے لئے۔ سینکڑوں گھروں سے نکل آتے تھے۔ پتہ نہیں کتنی تصویریں کھینچی گئیں۔ اسلام کا یہ بڑا تعارف ہے مگر یہ ابتدا ہے اس کو آخری فتح نہیں کہہ سکتے۔ نہ یہ سوچنا چاہیئے۔ لیکن اس وقت تک ان لوگوں کو یہ علم ہی نہیں تھا کہ کوئی وارننگ آسمان سے نازل ہوچکی ہے تو اتمام حجت ہو گیا۔ ان کو پتہ لگ گیا اخباروں نے شائع کردیا کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ یا تو تم اپنے CREATER کی طرف اپنے پیدا کرنے والے کی طرف واپس آؤ۔ اور اس کی اطاعت کرو۔ یا تم تباہ ہو جاؤ گے۔ تو یہ اتمام حجت ہو گیا ہوا اب

ہمارا فرض ہے

کہ ہم یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان قوموں کو توفیق عطا کرے کہ وہ تباہی سے پہلے ہی اسلام کو قبول کریں اور تباہی سے بچ جائیں۔ یہ یقین ہے ہمیں اسی طرح یقین ہے جس طرح ہمیں یہ یقین ہے کہ اس وقت سورج چڑھا ہوا ہے۔ جس طرح ہمیں یہ یقین ہے کہ اس وقت لجنہ کا ایک اجلاس ہو رہا ہے۔ جس طرح ہمیں یہ یقین ہے کہ اس اجلاس میں میں آپ سے باتیں کر رہا ہوں۔ اسی طرح ہمیں یہ یقین ہے کہ یہ وعدے اپنے وقت پر پورے ہوں گے۔ شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ہمیں فکر یہ ہے بلکہ مجھے۔ کہنا چاہیئے کہ

مجھے ۲ فکریں ہیں

ایک یہ کہ اگر یہ قومیں جلدی ایمان نہ لائیں تو تباہ ہو جائیں گی۔ اور انسانی ہمدردی کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ان کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کے قہر سے یہ محفوظ رہیں۔ دوسرے مجھے بڑی شدید فکر ہے اپنے بھائیوں اور بہنوں کے متعلق کہ وقت آگیا ہے۔ انتہائی قربانیاں دے کر۔ انتہائی فضلوں کو حاصل کرنے کا اگر ہم نے سستی کی تو پھر ہم ان فضلوں اور انعاموں سے محروم ہو جائیں گے۔ میرے پاس تو کوئی طاقت نہیں۔ ہے میں ہر نماز میں آپ لوگوں کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی ذمہ داری کو سمجھنے کی توفیق عطا کرے اور اسلام کے غلبہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے قیام کا سامان پیدا کرے۔ جو میری طاقت میں ہے وہ یعنی اپنی دعائیں آپ کو بھی دیتا رہتا ہوں۔ آپ بھی دعا کریں اپنے لئے بھی اور یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری دعاؤں کو قبول کرے۔ اللہ آپ کے دلوں میں یہ احساس پیدا کرے کہ یہ وقت آرام کا نہیں آرام کھونے کا وقت ہے۔ اگر ہم نے آرام حاصل کرنا ہے تو ہمیں اپنے آراموں کو اس وقت قربان کرنا پڑے گا۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں زندگی دی تو وہ ہمیں اس دنیا میں جائز آرام بھی دے گا اور ہماری نسلوں کو بھی اس دنیا کی جائز نعمتیں عطا کرے گا اور وہ دے گا جو پہلوں کو نہیں ملا۔ جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے۔ اور جو دوسری دنیا کے انعام ہیں ان کے متعلق ہم سوچ ہی نہیں سکتے یہ یقین رکھیں اور اگر یقین کمزور ہے تو اس کو پختہ کریں کہ اس زندگی کے بعد ہمیں ایک اور زندگی ضرور ملتی ہے جو ابدی زندگی ہے جس نے کبھی ختم نہیں ہونا۔ یہ زندگی اگر بیس تیس سال، چالیس پچاس، ساٹھ، ستر سو سال بھی اگر انسان زندہ رہا تو کیا رہا۔ آپ میں سے مثلاً جن کی بیس سال زندگی ہے وہ پیچھے دیکھے تو سمجھے گی کہ ایک دن میں ہی یہ بیس سال ختم ہوگئے جن کی پچاس سال عمر ہے وہ پچاس سال پیچھے نگاہ کرے تو سمجھے گی کہ پتہ ہی نہیں لگا کتنی جلدی وقت گذر گیا ہے۔ سو سال کیا ہیں کروڑ سال کے مقابلہ میں بھی سو سال کچھ نہیں ہے اور اب سال کے مقابلہ میں بھی سو سال کچھ نہیں۔ جس زندگی کو ہم سالوں میں گن ہی نہیں سکتے وہ ابدی زندگی ہے۔ اس کے مقابلہ میں پچاس۔ ساٹھ۔ ستر یا سو سال کیا چیز ہیں۔ تو تھوڑی سی قربانی دے کر اللہ تعالیٰ بڑے انعاموں کے وعدے دے رہا ہے۔ اور پھر اس زندگی میں بھی وعدے دے رہا ہے۔ ہمیشہ قربانیاں تو نہیں لیتا۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں سب سے بڑی مالی قربانی حضرت ابوبکرؓ نے کی۔ ایک وقت میں اسلام کو مال کی ضرورت تھی۔ ساری پونجی اپنی لاکر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں ڈال دی۔ آپ نے فرمایا ابوبکرؓ! اپنے گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا۔ اللہ اور اس کے رسول کا نام۔ یہ ابوبکرؓ وہ ہیں جن کو ایک، ایک وقت کی فتوحات میں جو اموال ملتے تھے وہ ان کی اور ان کے ساتھی صحابہؓ کی مالی قربانیوں سے بہت زیادہ تھے اموال تو حضرت ابوبکرؓ کے وقت میں بھی آئے۔ لیکن اتنے نہیں جتنے خلافت ثانیہ یعنی حضرت عمرؓ کے زمانہ میں حضرت عمرؓ کے عہد میں ایک ایک وقت میں ایک ایک خاندان کو جو دنیوی انعام ملتا تھا وہ اُس سب سے بڑی قربانی دینے والے کے مال کی جو قیمت تھی۔ اس سے سو گنا ہزار گنا زیادہ ہوتا تھا۔ اور پھر فتوحات کا زمانہ جب آیا تو آتا چلا گیا۔ یکے بعد دیگرے ایک سال میں پانچ پانچ دفعہ یہ انعام دنیا کے رنگ میں اللہ تعالیٰ دے دیتا تھا۔ مگر دنیا کی محبت ان کے دلوں کی ٹھنڈی ہو چکی تھی ایک دفعہ آپ سب کی ماں، حضرت عائشہؓ کو صبح کے وقت ایک عزیز نے ایک لاکھ درہم لاکر دیئے۔ ان کو مصیبت پڑ گئی۔ اپنے سب دوسرے کام جو عادۃً کیا کرتی تھیں۔ چھوڑ چھاڑ بیٹھ گئیں۔ اُسی وقت اپنی لونڈی کو (اس وقت ایک ہی لونڈی تھی ان کے پاس) اور اپنی ایک عزیز خاتون کو بلالیا اور تقسیم کرنا شروع کیا شام کو اس وقت اُٹھیں جب ایک لاکھ درہم میں سے ایک درہم بھی باقی نہیں رہا۔ خود

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزے سے تھیں۔ اپنے نوکر سے پوچھا روزے کے لئے بھی کچھ ہے یا نہیں اس نے کہا کہ چند کھجوریں ہیں۔ آپ نے کہا۔ الحمد للہ۔ وہ کھجوریں لاؤ، روزہ کھولتے ہیں تو اِن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے بڑے مال دیئے چھوٹی چھوٹی قربانیوں کے نتیجہ میں لیکن مال کی محبت ان کے دلوں میں سرد کر دی گئی تھی۔ آپ امیر ہونے کے باوجود غربت کی زندگی گزارتے رہے اور کسی کو احتیاج میں دیکھنا پسند نہیں کیا۔ بعض ایسے بھی تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے جب دیا تو وہ انہوں نے خدا کی محبت میں اپنے پر بھی خرچ کیا

ہمارے ایک بزرگ تھے

وہ ایک ایک ہزار روپے کا جبّہ پہنا کرتے تھے کسی نے اعتراض کر دیا انہوں نے کہا خدا تعالیٰ کی نعمت کا میں اعلان کر رہا ہوں۔ خدا تعالیٰ مجھے دیتا ہے میں اسے خرچ کرتا ہوں۔ اس کی راہ میں بھی اور اپنے آپ پر بھی۔ لیکن اس جبّے سے یہ محبت نہیں رکھی کہ خدا چلا جائے لیکن میرا جبّہ محفوظ رہے اندر سے طبیعت اتنی سادہ تھی کہ وہ بزرگ ایک دفعہ ایک دعوت میں گئے تو نہیں پہچانا نہیں کسی نے۔ عام سادہ لباس میں چلے گئے تھے وہ واپس آئے اور انہوں نے اپنا نہایت قیمتی جبّہ پہنا اور اس دعوت میں پھر گئے۔ لوگوں نے پہچانا، بڑی آؤ بھگت کی، آگے جا کر بٹھایا عزت کی جگہ پر اور انہوں نے جا کے پلیٹ میں لقمہ ڈالنے کی بجائے اپنے جبّہ کا پلّو ڈبونا شروع کر دیا۔ کسی نے پوچھا یہ کیا ہے انہوں نے کہا جبّے کی عزت ہے تمہاری نگاہ میں اس لئے میں جبّے کو کھانا کھلا رہا ہوں۔ اس طرح انہیں سبق دیا تو انہوں نے خرچ بھی کیا۔ لیکن مال سے پیار نہیں کیا اس سے کوئی دلی الفت نہیں رکھی۔ حضرت عمرؓ جب شام گئے تو آپ نے دیکھا کہ بڑے اعلیٰ درجہ کے قیمتی ریشمی جبّے پہنے ہوئے سردارانِ فوج آپ کے استقبال کے لئے آگے آ گئے ہیں آپ کی تیوری پر بل پڑ گئے۔ جب تیوری پر بل دیکھے ان سرداروں نے تو وہ سمجھ گئے کہ کیا بات ہے انہوں نے اپنے جبّے کی تنیاں کھول کے اپنے جبّے کے اندر نیچے جو کچھ تھا وہ دکھایا کہ دیکھو یہ کیا ہے انہوں نے نیچے زرہیں پہنی ہوئی تھیں۔ ریشمی جبّے کا تو اس کو مزہ آتا ہے جس کے جسم سے نرم نرم ریشم مس کرے۔ جس نے اس جبّے کے نیچے سخت چبھنے والی زرہ پہنی ہوئی ہے اس نے جبّہ آرام کے لئے نہیں پہنا۔ اس نے جبّہ خدا تعالیٰ کی نعمت کے اعلان کے لئے پہنا ہے کہ کبھی ہم وہ لوگ تھے جن کو تن ڈھانکنے کے لئے کپڑے نہیں ملتے تھے، جن کے متعلق یہ حکم دیا گیا تھا کہ عمدگی سے سجدے سے ذرا دیر بعد سر اٹھایا کریں کیونکہ چھوٹی دھوتیاں پہنے ہوئے مسلمان غریب آگے نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔ ان کو خدا تعالیٰ نے یہ نعمتیں دیں کہ قیصر و کسریٰ کے جبّے ان کے پاس آئے۔ ایک طرف ان کے دل خدا تعالیٰ کی نعمت اور اس کے فضل کو دیکھ کے اس کی حمد سے معمور ہو گئے اور دوسری طرف انہوں نے اسے جائز حد تک استعمال بھی کیا۔ لیکن اس معاشرہ کے ساتھ کہ ان چیزوں سے ہمیں حقیقی لگاؤ کوئی نہیں حضرت ابوہریرہؓ غالباً کسریٰ کا جو رومال تھا اس میں بڑی شان سے تھوکا کرتے تھے اور اگلی نسل کو سمجھانے کے لئے کہا کرتے تھے یہ وہ ابوہریرہ ہے کہ جس کو کھانے کو نہیں ملا کرتا تھا اور وہ پیٹ پر پتھر باندھ کر پھرا کرتا تھا۔ اور آج کسریٰ کا رومال اس کے پاس ہے تھوکنے کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے اس رنگ میں بھی بڑے فضل کئے اور اس رنگ میں پہلوں سے زیادہ فضلوں کی آپ لوگوں کو بشارتیں ملی ہیں تو

خدا کی خوشنودی

کے حصول کے لئے اپنی جانوں پر رحم کرتے ہوئے اور اپنی نسلوں کی خاطر ان انتہائی قربانیوں کو دینے کے لئے تیار ہو جاؤ جن کا اس وقت اسلام اور احمدیت آپ سے مطالبہ کر رہی ہے اور قرآن کریم کی تعلیم اور ہدایت کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی کوشش کرو کہ تمام خیر قرآن میں ہے۔ جو شخص قرآن کریم سے محبت رکھتا ہے، جو شخص قرآن کریم کی اس تفسیر کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زمانہ کی الجھنوں کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے سیکھ کر ہمیں بتائی ہے اسے تو سب خیر مل جائے گی۔ اگر ہم سوچیں تو ہماری قربانیاں دراصل کوئی قربانیاں نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ایک چیز، وہ ہم سے تھوڑی سی واپس مانگتا ہے اور پھر ہمیں وہ اور دے دیتا ہے۔ بڑے ہی فضلوں کے وعدے ہیں۔ بڑے انعامات کے وعدے ہیں اب انتہائی وعدوں کے پورا ہونے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی انتہائی رحمتیں برسانے کے لئے تیار ہے کیا آپ اس رحمت کے مینہ کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں؟ اگر تیار ہیں تو بڑی خوش قسمت ہیں اور خدا کرے کہ آپ تیار ہوں اور خدا کرے کہ میری یہ گھبراہٹ جو ہے وہ دور ہو جائے اور ہم سب بھی اور آپ بھی ہمارے سب بھائی اور بہنیں اللہ تعالیٰ کی آواز پر قربانیاں دینے کے لئے تیار ہو جائیں تاکہ ہم اپنی زندگیوں میں اپنے پر اور اپنی نسلوں پر بھی ان انعامات کو اور رحمتوں کو نازل ہوتے دیکھ لیں جو آسمان پر ہمارے لئے مقدر ہو چکی ہیں۔ آمین۔

ڈیفنس
سیونگ
سرٹیفکیٹ
30 جون سے پہلے خرید کر
انکم ٹیکس میں خاصی بچت کیجئے

ٹیکس سے بری 10 فیصد سالانہ منافع کی ضمانت

ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ خریدنے کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ آپ کی آمدنی پر انکم ٹیکس میں آپ کو خاصی بچت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ، سرٹیفکیٹوں پر حاصل شدہ منافع بھی انکم ٹیکس سے بری ہے۔ آپ اپنا مستقبل بھی محفوظ کیجئے اور ملک کی حفاظت میں بھی مدد دیجئے۔

ملاحظہ کیجئے ایک 100 روپے کا ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ خریدنے پر آپ کو کتنا منافع ملتا ہے۔

قابل ٹیکس آمدنی سرٹیفکیٹ خریدنے سے پہلے	ٹیکس میں بچت	لگائی جانیوالی اصل رقم	دس سال بعد سرٹیفکیٹ کی مالیت	شرح منافع فی سال
	روپے	روپے	روپے	فی صد
2,000 روپے سے کم	5	95	200	11.05
4,000 روپے سے کم	10	90	200	12.22
6,500 روپے سے کم	15	85	200	13.54
10,000 روپے سے کم	20	80	200	15.00
15,000 روپے سے کم	25	75	200	16.66
25,000 روپے سے کم	35	65	200	20.77
25,000 روپے یا زائد	50	50	200	30.00

ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ

5-10-50-100-500-1,000 اور 5,000 روپے کی شرح کے سرٹیفکیٹ تمام بینکوں اور ڈاکخانوں سے دستیاب ہیں۔

جاری کردہ:- سنٹرل ڈائریکٹوریٹ آف نیشنل سیونگز- اسلام آباد

CDNS-2/72

sasa lahore

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کام کرنے کی عادت ڈالنا قومی اور جماعتی ترقی کیلئے نہایت ضروری ہے

ہمارے اندر کوئی شخص ایسا نہیں ہونا چاہیئے جو کام کرنے کو عیب سمجھتا ہو

(فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

"کام نہ کرنے کی عادت انسان کو بہت خراب کرتی ہے کسی ملک میں جو مثالیں بنی ہوئی ہوتی ہیں وہ دراصل اس ملک کی حالت پر دلالت کرتی ہیں۔ اور قوم کا کیریکٹر ان میں بیان ہوتا ہے۔ ہمارے ملک میں یہ مشہور ہے کہ کوئی سپاہی سفر پر جا رہا تھا کہ اسے آوازیں آنی شروع ہوئیں کہ میاں سپاہی! ذرا ادھر آنا اور جلدی کرنا۔ بڑا ضروری کام ہے وہ ایک ضروری کام سے جا رہا تھا اور پچاس ساٹھ گز کے فاصلہ سے اُسے یہ آواز آ رہی تھی مگر خیر وہ وہاں پہنچا تو دیکھا کہ دو آدمی لیٹے ہوئے ہیں ان میں سے ایک اسے کہنے لگا کہ میاں سپاہی! یہ میری چھاتی پر بیر پڑا ہے اسے اٹھا کر میرے منہ میں ڈال دو۔ یہ سن کر اسے بہت غصہ آیا اور اس نے اسے بہت گالیاں دیں اور کہا کہ تو بڑا نالائق ہے۔ میں ضروری سفر پر جا رہا تھا تم نے مجھے پچاس ساٹھ گز کے فاصلہ پر سے بلایا تمہاری چھاتی پر بیر تھا جسے تم خود اٹھا کر کھا سکتے تھے تم کوئی لولے لنگڑے تو نہ تھے کہ مجھے اتنی دور سے بلایا۔ اس پر دوسرے شخص نے کہا میاں سپاہی جانے دو۔ کیوں اتنا غصہ کرتے ہو۔ یہ شخص تو ہے ہی ایسا یہ کسی کام کا نہیں اور اس قابل نہیں کہ اس کی اصلاح ہو سکے اس کی سستی کی تو یہ حالت ہے کہ ساری رات کُتا میرا مونہہ چاٹتا رہا اور اس سے اتنا نہ ہو سکا کہ اسے ہشت ہی کر دے۔ اس مثال میں ہمارے ملک کی بے عملی کا نقشہ کھینچا گیا ہے اس میں شک نہیں کہ ہر ملک میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں مگر یہاں بہت زیادہ ہیں یہاں جو کام کرنے والے ہیں وہ بھی سُست ہیں۔ میں نے کئی دفعہ سنا ہے کہ یہاں جو مزدور اینٹیں اٹھاتے ہیں وہ اس طرح ہاتھ لگاتے ہیں کہ گویا وہ انڈے ہیں آہستہ آہستہ اٹھاتے ہیں اور پھر اُٹھانے اور رکھتے وقت کمر سیدھی کرتے ہیں پھر تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد کہتے ہیں کہ لاؤ ذرا حقہ کے دو کش لگا لیں۔ لیکن ولایت میں میں نے دیکھا ہے کہ حالت ہی اور ہے حافظ روشن علی صاحب مرحوم کو ایک دفعہ میں نے توجہ دلائی۔ انہوں نے کہا کہ میرا بھی خیال اسی طرف تھا۔ گویا ایک ہی وقت دونوں کو اس طرف توجہ ہوئی حافظ صاحب نے کہا کہ ان لوگوں کو دیکھ کر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ کام کر رہے ہیں بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آگ لگی ہوئی ہے اور یہ اسے بجھا رہے ہیں۔ ڈھیل کوئی ان میں نظر نہ آتی۔ ایک دفعہ ہم گھر میں بیٹھے تھے کھڑکی کھلی ہوئی تھی کہ گلی میں چند عورتیں نظر آئیں جو لباس سے آسودہ حال معلوم ہوتی تھیں۔ مگر نہایت جلدی جلدی چل رہی تھیں۔ میں نے حافظ صاحب سے کہا کہ ان کو کیا ہو گیا ہے حافظ صاحب ذہین آدمی تھے سمجھ گئے اور کہنے لگے کہ میں نے یہاں کسی کو چلتے دیکھا ہی نہیں سب لوگ یہاں دوڑتے ہیں۔ غرض وہاں کے لوگ ہر کام ایسی مستعدی سے کرتے ہیں کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے لیکن ہمارے ملک میں جدھر دیکھو سخت غفلت اور سستی چھائی ہوئی ہے کسی کو چلتے دیکھو تو سستی کی ایسی لعنت ہے کہ چاہتا ہے کہ ہر قدم پر کیلے کی طرح گڑ جائے یہاں جو کام کرنے والے ہیں وہ بھی گویا نکمے ہی ہیں اور جو سست ہیں وہ کام کرتے ہی نہیں۔ ان سے تو اللہ کی پناہ۔ ان کی حالت تو وہی ہے کہ بیر اٹھا کر منہ میں ڈال نہیں سکتے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اس کے ساتھی کی جس نے کہا تھا کہ ساری رات کتا میرا مونہہ چاٹتا رہا اور اس نے ہشت نہ کی کمبخت تم نے آپ ہی کیوں نہ ہشت کہہ دیا۔۔۔۔ تو کام کرنے کی عادت ڈالنا نہایت ہی اہم چیز ہے اور اسے جماعت کے اندر پیدا کرنا نہایت ضروری ہے تا جو لوگ سست ہیں وہ بھی چست ہو جائیں اور اب تو کوئی بھی نہ رہے جو کام کرنے کو عیب سمجھتا ہو۔"

(مشعل راہ)

ضروری اور اہم خبروں کا خلاصہ

ازمیر ۶ جون۔ صدر بھٹو مختلف اسلامی اور افریقی ممالک کا کامیاب دورہ کرنے کے بعد آج جب ترکی کے شہر ازمیر پہنچے تو وہاں آپ کا بڑی گرمجوشی سے خیر مقدم کیا گیا ہوائی اڈہ پر ازمیر کے گورنر اور دیگر اعلیٰ حکام موجود تھے۔

آج شام آپ نے مشرق وسطیٰ اور افریقہ میں متعین پاکستانی سفیروں کی ایک اہم کانفرنس میں شرکت کی اور موجودہ حالات میں حکومت کی پالیسی پر روشنی ڈالتے ہوئے سفیروں کو اہم ہدایات دیں۔ اس کانفرنس میں پاکستان کے مرکزی وزیر اطلاعات مولانا کوثر نیازی اور صدر کے خصوصی مشیر مسٹر رفیع رضا اور وزارت خارجہ کے سیکرٹری بھی شامل ہوئے۔

اسلام آباد ۶ جون۔ ایک سرکاری بیان میں کہا گیا ہے کہ نوٹوں کے تبادلہ کے لیے پانچ اور دس روپے کے نئے نوٹوں کی کافی تعداد موجود ہے اس لئے عوام کو بغیر کسی دقت کے نئے نوٹ دستیاب ہو جانے چاہئیں۔ اس سلسلے میں ملک کے تمام بنکوں کو خصوصی ہدایات دے دی گئی ہیں کہ ۱۰ جون تک وہ صرف نوٹوں کے تبادلے کا کام سر انجام دیں۔

کوئٹہ ۷ جون۔ آج بلوچستان اسمبلی کا بجٹ سیشن شروع ہو رہا ہے۔ ۱۹ جون کو صوبائی بجٹ اسمبلی میں پیش ہوگا۔ اس سیشن میں ایک قرارداد کے ذریعہ جاگیرداری اور سرداری کے اس قدیم نظام کو ختم کیا جا رہا ہے جو صدیوں سے صوبہ میں قائم تھا۔

دوسری جھنگ ڈسٹرکٹ ہاکی چیمپئن شپ

مورخہ ۷ جولائی ۷۲ء تا ۹ جولائی ۷۲ء بمقام گورنمنٹ کالج جھنگ دوسری جھنگ ڈسٹرکٹ ہاکی چیمپئن شپ منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں ضلع بھر کی ٹیمیں حصہ لے رہی ہیں۔

مزید تفصیلات کے لئے سیکرٹری ڈسٹرکٹ ہاکی ایسوسی ایشن معرفت ڈسٹرکٹ سپورٹس آفس سے رابطہ قائم کریں۔ انٹری کے لئے آخری تاریخ یکم جولائی ۷۲ء ہے۔

(سیکرٹری جھنگ ڈسٹرکٹ ہاکی ایسوسی ایشن)

درخواست دعا۔ میرے لڑکے عزیزم عبدالمنان ایم اے اکنامکس نے اعلیٰ ملازمت کے لئے بعض انٹرویو دیئے ہیں احباب کامیابی کے لئے دعا فرمادیں۔

(راقم عبدالرحمن صابر گوجرانوالہ)

تعزیتی قرارداد

بیالوجی سوسائٹی تعلیم الاسلام کالج ربوہ کا یہ ہنگامی اجلاس کالج کے ہونہار طالب علم اور اس سوسائٹی کے سرگرم رکن مکرم شاہد انوار (رول نمبر ۱۹۵ سال دوم) کی ناگہانی وفات حسرت آیات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔

مرحوم خوش خلق۔ کم گو۔ ملنسار اور ہردلعزیز تھے اور اپنوں اور بیگانوں میں یکساں مقبول تھے۔ ان کی اچانک رحلت سے ہم ایک عزیز دوست اور مخلص ساتھی سے محروم ہو گئے ہیں۔ ہم اس جانگداز صدمہ میں ان کے والدین اور اعزہ واقربا کے ساتھ غم میں شریک ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ اور غم زدہ والدین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

(اساتذہ و طلباء بیالوجی سوسائٹی۔ تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

فوجی بھرتی

مورخہ ۹/۶/۷۲ یوم جمعہ بوقت ۸ بجے صبح ٹاؤن کمیٹی ربوہ میں فوجی بھرتی ہوگی۔

کم از کم معیار بھرتی

قد = ۵ فٹ ۴ انچ

چھاتی = ۳۲ - ۳۰

وزن = ۱۰۷ پونڈ تعلیم = کم از کم تین جماعت

عمر = ۱۷ سال سے ۲۵ سال۔ (ناظر امور عامہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴